11

سُود ہر صُورت میں منع ہے

(فرمُودہ ۷/اپریل ۱۹۱۶ء)

تشہد وتعوّ ذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(المائدہ-۴)

کھانے پینے کی چیزوں میں سے بعض اشیاء سے اسلام نے منع فرمایا ہے اور ان کے کھانے کی اپنے پیروؤں کو اجازت نہیں دی۔ وہ سب چیزیں اسی قسم کی ہیں جو انسان کے جسم و انسان کی عقل اخلاق دین اور روح کے لئے مضر ہو سکتی ہیں۔ اور جب کوئی انسان ان میں سے کسی چیز کو کھاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کا اثر اس کے جسم پر ہونا شروع ہو جاتا ہے اور انسان کی کمزوری اور نقص کی وجہ سے ایک مدت کے بعد اس کی روح پر بھی اثر ہونے لگتا ہے اسی وجہ سے اسلام نے اپنے پیروؤں کو ایسی چیزیں کھانے سے روک دیا ہے۔

ہاں بعض صورتوں میں ان کے کھانے کی اجازت بھی دی ہے اور وہ یہ جب کوئی انسان مجبور اور مضطر ہو جائے لیکن اس وقت بھی اتنے ہی کھانے کی

اجازت دی ہے۔ جتنا اس کے لئے اشد ضروری ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲-۱۲۸) اور یہاں فرمایا۔ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ۔ دونوں جگہ مطلب ایک ہی ہے۔ فرمایا جو مضطر ہو۔ وہ کھالے مگر یاد رہے کہ باغی اور عادی نہ ہو۔ باغی قوانین حکومت کو توڑنے والے کو کہتے ہیں۔ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کے کسی قانون کو توڑتا ہے وہ بھی باغی ہوتا ہے۔ کھانے کے متعلق اس طرح باغی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جان بوجھ کر بھوکا رہے اور جب مضطر ہو جائے تو ان چیزوں میں سے کوئی کھالے۔ عادی اس شخص کو کہیں گے کہ جو کسی ایسے ملک میں چلا گیا جہاں اسے سؤر کے سوا کچھ نہیں مل سکتا۔ اور بھوک کی وجہ سے مضطر ہے اس وقت اس کے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اب مجھے موقع مل گیا ہے شاید پھر کبھی ایسا موقع ملے یا نہ ملے اس لئے خوب سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر کھالوں تو وہ عادی ہوگا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان اشیاء کو کھانے کی اجازت دینے کے ساتھ یہ دو شرطیں لگا دی ہیں۔

بعض لوگوں کو اس اجازت کے حکم کو دیکھ کر دھوکہ لگا ہے اور انہوں نے اس کو وسیع کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مضطر کے لئے مردہ۔ خون۔ سؤر کا گوشت اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کھانے کی اجازت ہوگئی ہے تو اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ دوسرے احکام کے متعلق بھی مضطر کو اجازت ہے۔

چند ہی دن ہوئے کہ ایک شخص نے مجھ سے سود کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا میں نے اسے لکھا کہ سود کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ اب اس کا خط آیا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اصل حالت میں تو یہ فتویٰ ٹھیک ہے کہ سود جائز نہیں۔ لیکن مضطر کے لئے یہ فتویٰ درست نہیں ہے اور ساتھ یہ مثال دی ہے کہ ایک شخص کو شادی کرنے کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے روپے کہیں سے اسے مل نہیں سکتے۔ اگر وہ سودی روپیہ لے کر شادی پر لگائے تو اس کے لئے جائز ہے۔ مَیں نے پہلے بھی اسی قسم کے واقعات سُنے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اہل قرآن کہلاتے ہیں۔ انہوں نے اسی قسم کے فتوے دیئے ہیں۔

لیکن اس قسم کے تمام فتوے قرآن کریم کے احکام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے

دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے سمجھا ہی نہیں کہ قرآن کریم کسی چیز سے کیوں روکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گناہ جو براہ راست انسان کی روح پر اثر ڈالتے ہیں۔ ان کا جسم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً جھوٹ اگر کوئی ساری عمر بولتا رہے تو اس سے اس کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ یہ گناہ براہ راست اس کی روح پر اپنا بد اثر ڈالے گا۔ دوسرے وہ گناہ ہوتے ہیں جو جسم میں سے ہو کر روح کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی ان کا پہلے جسم پر اثر پڑتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ روح پر۔ چنانچہ جن اشیاء کے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے وہ ایسی ہی ہیں جو دوسری قسم کے گناہوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی مردہ کھالے یا خون پی لے۔ تو اس کا پہلے جسم پر اثر پڑے گا۔ اور پھر روح پر۔ یا اگر کوئی کسی ایسے جانور کا گوشت کھالے جو بتوں وغیرہ کے لئے ذبح کیا جائے تو اس طرح چونکہ اس ذبح کرنے والے کی تائید کرتا ہے اس لئے منع کر دیا تا کہ ایسے لوگ ہی نہ ہوں جن کو اللہ کے سوا اوروں کے لئے جانور ذبح کرنے کی جرأت ہو۔ پس یہ تمام احکام ایسے ہیں کہ جن کا گناہ انسان کی روح تک دوسروں کے واسطے سے پہنچتا ہے یعنی یا تو اس کے جسم کے ذریعہ سے یا اور لوگوں کی وجہ سے۔ اب ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے منع کرنے سے یا تو انسان کے جسم کی حفاظت مدِّ نظر ہے اور یا دوسروں کی اصلاح اس لئے اگر کوئی ایسا وقت آبنے جبکہ جسم تباہ ہوتا ہو اور سوائے ان چیزوں میں سے کسی کے کھانے کے وہ بچ نہ سکتا ہو تو ان کے کھانے کی اجازت دے دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ دو شرطیں بھی لگا دی ہیں کہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے والا انسان باغی اور عادی نہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص ان اشیاء میں سے کوئی ایک کھائے گا۔ تو ایسی حالت میں کھائے گا جبکہ وہ نہایت اضطرار میں ہوگا اور پھر ایک قلیل مقدار میں قلیل عرصہ کے لئے کھائے گا اسلئے وہ نقصان جس کی وجہ سے ان کا کھانا بند کیا گیا تھا۔ وہ اسے نہیں پہنچے گا لیکن وہ چیزیں جو براہ راست روح پر اثر ڈالنے والی ہوتی ہیں۔ ان کو ہر صورت میں خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور کسی حالت میں بھی ان کو جائز قرار نہیں دیا۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر کوئی گناہ گناہ ہی نہ رہتا۔ مثلاً چور چوری کرتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اپنے گھر مال نہیں ہوتا۔ گو ایسے بھی چور ہوتے ہیں جو مالدار ہوتے ہیں اور عادتاً چوری کرتے ہیں مگر اکثر ایسے ہی لوگ چوری کرتے

ہیں جو مفلس اور کنگال ہوتے ہیں اور اضطراب کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے تو اسی لئے کہ مقتول کی وجہ سے اسے کسی نہ کسی قسم کا اضطرار ہوتا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک گناہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ اضطرار کے وقت کیا گیا ہے۔ یہی سود کا حال ہے۔ تجارت کرنے کے لئے تو اب دو سو برس سے سود لیا یا دیا جاتا ہے اس سے پہلے تو یہ بھی اضطرار ہی کی حالت میں لیا جاتا تھا کسی شخص کو جب کہیں سے قرضہ نہ ملتا اور ضرورت سے مجبور ہو جاتا۔ تو سُود پر روپیہ لے لیتا۔ ورنہ کسی کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے پاس روپیہ ہوتے ہوئے یا بغیر سخت مجبوری کے کچھ روپیہ لے کر اس سے زیادہ دیتا۔ تو سود بھی جائز ہو گیا اور قرآن کریم نے جو یہ حکم دیا تھا کہ نہ لیا کرو۔ وہ نعوذ باللہ لغو ہو گیا۔ کیونکہ جب سود دیتا ہی وہ ہے جو مضطر ہو۔ اور مضطر کے لئے جائز ہے کہ ایسا کرے تو پھر اس سے منع کرنے کے کیا معنی۔

لیکن یاد رکھو کہ قرآن کریم نے انہی چیزوں کی اضطرار کے وقت اجازت دی ہے جو کھانے پینے کے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس آیت میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ یعنی ایسا اضطرار جو بھوک کی وجہ سے ہو اس کے لئے اجازت ہے نہ کہ ہر ایک اضطرار کے وقت ہر ایک نہی روا ہو سکتی ہے۔ وہ چیزیں جو کھانے کے متعلق ہیں ان کی تو اسلام نے اضطرار کے وقت اجازت دے دی ہے مگر یہ کہیں نہیں کہا کہ اگر اضطرار ہو تو چوری بھی کر لو یا کوئی اور کسی قسم کا فعل کر لو۔ فقہاء نے یہ تو اجازت دی ہے کہ اگر علاج کے لئے شراب کی ضرورت پڑے تو مریض کو استعمال کرا دو۔

مگر یہ کہیں اجازت نہیں دی کہ اگر کسی کی زندگی سے تمھیں اپنی جان کے متعلق اضطرار ہو تو اسے قتل کر دو۔ پس یہ بات بالکل غلط ہے کہ اضطرار کے وقت کوئی ایسی چیز جائز ہو سکتی ہے جس کا اثر براہ راست روح پر پڑتا ہے یا جو کھانے پینے کے متعلق نہیں ہے۔ البتہ ایسے وقت میں ان چیزوں کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے جو روح سے براہِ راست تعلق نہیں رکھتیں یا ایسے گناہ جن کا تعلق انسان کا اپنے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ذریعہ دوسروں کا تعاون پایا جاتا ہے اور یہ بھی کھانے پینے ہی کے متعلق ہیں اور یہ اجازت اس لئے ہے

تا کہ جسم قائم رہے ایسے وقت میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جائے گا کہ روح کو کسی قدر نقصان پہنچے گا۔ بلکہ یہ مدِّ نظر ہوگا کہ جسم سلامت رہ سکے پس یہ صرف کھانے پینے کے متعلق مضطر کے لئے اجازت ہے ورنہ اگر ہر ایک بات میں مضطر کو اجازت ہوتی تو کوئی بھی گناہ گناہ نہ کہلا سکتا۔

تم اس بات کو خوب یاد رکھو۔ حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بارہا سُود کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ہر دفعہ منع فرمایا۔ وہی لوگ جواب ہم سے علیٰحدہ ہوگئے ہیں انہیں میں سے ایک نے دفتر سیکریٹری میں بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک دفعہ کہا۔'' واہ او مرزیا۔ لوکاں نے بھی بڑا زور لگایا کہ سود جائز ہو جائے پر تُو نے نہ ہی ہون دتا۔ یعنی لوگوں نے (یہ لوگوں کا لفظ محض پردہ کے لئے تھا ورنہ وہ زور مارنے والے بھی وہیں موجود تھے) بڑا زور مارا کہ کسی طرح سود جائز ہو جائے لیکن آپ نے ہرگز اجازت نہ دی۔ سود لینا اور دینا دونوں کو برابر گناہ فرمایا۔

شریعت کوئی ٹھٹھا نہیں ہے کہ ہر ایک انسان استنباط کرنے لگ جائے۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اضطرار کے وقت سود جائز ہے۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ اضطرار کے ساتھ **مخمصہ** کا لفظ ہے تو انہیں اپنی غلطی معلوم ہو جائے گی۔ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہُوا ہے کہ ایک بات کے جواز کے لئے جو سبب ہو وہی اگر دوسری جگہ پایا جائے تو اس کے جائز ہونے کا قیاس ہوسکتا ہے۔ مگر ایسا ہوسکتا ہے کہ دوسری جگہ سبب ہی اور ہو اور سمجھا اَور جائے اوّل تو قرآن کریم کے احکام میں قیاس کا دخل نہیں ہے اور اگر دخل بھی ہو تو قرآن کریم کے الفاظ پر خوب غور و فکر کرنا چاہیئے۔ یہ اجازت کھانے پینے کے متعلق ہے نہ کہ ہر ایک بات کے لئے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں کفر کے متعلق بھی فرمایا ہے۔ مگر یہ پسندیدہ امر نہیں فرمایا۔ اگر کوئی بہت توبہ اور استغفار کرے گا تو اس کا گناہ معاف ہوگا اور یہ اسلئے فرمایا کہ ایسی حالت میں وہ اسلام سے نکل جاتا ہے ہاں اسکی توبہ قبول ہوسکتی ہے اور یہ دروازہ ہر وقت کھلا ہے گویا اجازت وہاں بھی نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اور دوسروں کو بھی سمجھ دے تا وہ قرآن کریم کے الفاظ پر غور کریں اور اس کے احکام کی حکمت اور منشا کو سمجھیں اپنے ارادہ اور خواہش کے مطابق اس کے الفاظ کو بگاڑ کر اَور مطلب نہ نکالیں۔

(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۱۶ء)